سوال

حدیث (لاھامۃ ولاصفر ولا نوء ولا غول) کا معنی

جواب

الحمد للہ

ھامۃ (اھل جاہلیت کا عقیدہ تھا کہ میت کی ہڈیاں ایک پرندے کی شکل اختیار کر لیتی ہیں ۔

صفر (اھل جاہلیت یہ بھی ایک عقیدہ تھا کہ پیٹ کے کیڑوں سے موت متعدی ہے) ۔

نوء (اہل جاھلیت کہتے تھے کہ بارش ایک ستارہ کی بنا پر ہوتی ہے) ۔

غول (یہ بھی ایک عقیدہ تھا کہ جن میں سے ایک قسم یاچھلاوہ یا بھوت ہے جو مسافر کو اس کے راستے سے بھٹکا دیتا ہے)

ابن مفلح حنبلی رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے :

مسند احمد اور صحیحین وغیرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ (نہ تو ھامہ اور نہ ہی صفر ہے)

اور مسلم وغیرہ کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں (اور نہ ہی نوء اور غول بھی نہیں) ۔

تو الھامۃ الھام کا مفرد ہے ، اور اہل جاہلیت یہ کہتے تھے کہ جو کوئ مرنے کے بعد دفن ہو تو اس کی قبر سے ایک پرندہ نکلتا ہے ، اور عرب کا یہ گمان تھا کہ میت کی ھڈیاں پرندے کی شکل اختیار کر کے اڑجاتی ہیں ، اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ مقتول اپنی کھوپڑی سے نکل کر یہ کہتا رہتا ہے کہ مجھے پلاؤ مجھے پلاؤ حتی کہ اس کا انتقام لیا جاتا اور قاتل کو قتل کر دیا جاتا ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان (ولاصفر) اس میں ایک قول تو یہ ہے کہ اہل جاہلیت صفر کے مہینہ کو منحوس قرار دیتے تھے ۔

اور ایک قول یہ ہے کہ : عرب یہ خیال کرتے تھے کہ پیٹ میں ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے جو جماع کے وقت اذیت دیتا ہے اور یہ متعدی ہے تو شارع نے اسے باطل قرار دیا ۔

اور امام مالک رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ اہل جاہلیت ایک سال صفر کا مہینہ حلال اور دوسرے سال حرام قرار دیتے تھے ۔

اور النوء : انواء کی واحد ہے ، اور یہ اٹھارہ منزلیں ہیں جو کہ چاند کی منزلیں ہیں اسی کے متعلق اللہ تعالی کا فرمان ہے :

اور ہم نے چاند کی منزلیں مقرر فرمائیں

اور مغرب میں ہر تیرہ (13) راتوں میں ایک منزل طلوع فجر کے وقت گرجاتی اور اس کے مقابلہ میں مشرق میں اسی وقت ایک طلوع ہوجاتی ہے تو سال پورا ہونے پر یہ سب ختم ہوجاتی ہیں ، عرب کا خیال تھا کہ ایک منزل کے گرنے اور اس کے مقابلہ میں دوسری کا طلوع ہونے سے بارش ہوتی ہے تو اس لیے وہ بارش کو اس نوء کی طرف منسوب کرتے تھے ۔

اور اسے نوء اس لیے کہا گیا ہے کہ مغرب میں ایک گرتی ہے تو مشرق میں دوسری طلوع ہوجاتی ہے ، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے غروب مراد ہے تو اس طرح یہ اضداد میں سے ہوا ۔

تو جس نے بارش اللہ تعالی کا فعل بنائی اور مطرنا بنوء کذا سے یہ مراد لیا کہ ہمیں بارش اس وقت حاصل ہوئی ، یعنی اللہ تعالی نے یہ عادت رکھی ہے کہ ہمیں اس وقت بارش حاصل ہو تو ہمارے ہاں اس کی حرمت اور کراہت میں اختلاف ہے ۔

الغول : غیلان میں سے ایک ہے جو کہ جنوں اور شیطانوں کی جنس ہے ، عرب میں مشہور تھا کہ بھوت اور چھلاوہ کھلی جگہوں پر ہوتے ہیں اور لوگوں سے آنکھ مچولی کھیل کر انہیں مختلف شکلوں میں ظاہر ہو کر راستے سے بھٹکاتے اور ہلاک کر دیتے ہیں ، تو شارع نے یہ عقیدہ باطل قرار دیا ۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ : اس میں غول بھوت کی نفی نہیں بلکہ اس میں اس عقیدے کی نفی ہے جو عرب رکھتے تھے کہ بھوت مختلف شکلوں میں آ کر انہیں گمراہ کر دیتا ہے ، تو معنی یہ ہوگا کہ وہ کسی کو گمراہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ، اس معنی کی شاھد صحیح مسلم وغیرہ کی وہ حدیث ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ لاغول لکن السعالی ، بھوت نہیں بلکہ چھلاوہ ہے ، اور سعالی جنوں کے جادوگر ہیں جنہیں تخیل اور تلبیس میں ملکہ حاصل ہے ۔

خلال نے طاوس سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی ان کے ساتھ ہو لیا تو کوا چیخنے لگا کہ خیر ہے خیر تو طاوس اسے کہنے لگے یہ اس کے پاس کونسی خیر اور کونسا شر ہے ؟ میرے ساتھ نہ چلو ۔ الاداب الشرعیۃ (3/369-370) ۔

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے :

بعض کا یہ کہنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول (مریض صحیح بدن والے پر سے نہ گزرے) منسوخ ہے اور اس کا ناسخ (لاعدوی) کہ کوئی بیماری متعدی نہیں ۔ یہ قول صحیح نہیں ، یہ اس میں سے ہی ہے جو ابھی اوپر گذرا ہے کہ منھی عنہ وہ قسم ہے جس کی اجازت نہیں ، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی نفی اس قول (لاعدوی ولا صفر) میں ہے وہ یہ ہے کہ جس عقیدہ پر اہل جاہلیت تھے اور وہ اپنے کفر و شرک کے ثبوت پر قیاس کرتے تھے ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نفی کہ مریض صحیح پر سے نہ گذرے کی دو تاویلیں ہیں :

پہلی :

نفس کے ورطہ میں پڑ جانے کا کچھ نہ کچھ خطرہ کہ ہو سکتا ہے اللہ تعالی اس سے متعدی بیماری کو مقدر کر دے ۔

تو اس میں صحیح شخص کو تشویش میں بتلا ہونے اور اسے متعدی بیماری کا اعتقاد پیش آئے گا تو یہ دونوں کسی بھی حال میں منافی نہیں ۔

دوسری :

یہ تو اس پر دلالت کرتا ہے کہ مریض کا صحیح شخص پر ورود ایک ایسا سبب بن سکتا جس سے اللہ تعالی اس میں مرض پیدا کر دے تو اس کا ورود سبب ہوگا ، اور ہو سکتا ہے اللہ تعالی اس کی تاثیر ایسے اسباب سے پھیر دے جو اس کے مخالف ہوں یا پھر اسے قوت سببیہ روک دے ، اور یہ خالص توحید اور اہل شرک کے عقیدہ کے خلاف ہے ۔

اور یہ نفی بھی اسی طرح کی ہے جس میں اللہ تعالی نے قیامت کے دن شفاعت کی نفی فرماتے ہوئے کہا ہے :

جس دن نہ تو خرید و فروخت ہوگی اور نہ ہی کوئی دوستی اور سفارش

تواحادیث متواترہ صحیحہ جوکہ سفارش کے ثبوت کی صراحت کرتی ہیں کے اوراس آیت میں کوئی تضاد نہیں اللہ تعالی نے تواس سفارش کی نفی کی ہے جو مشرکین کے ہاں معروف تھی کہ سفارش کرنے والا اجازت کی بغیر ہی سفارش کرے ۔

اور جو سفارش اللہ تعالی اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کی ہے وہ سفارش تو اجازت ملنے کے بعد ہوگی جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا :

کون ہے جو اس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے ؟ ۔

اوراللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اوروہ سفارش بھی اس کے لیے کریں گے جس پر اللہ تعالی راضی ہوگا ۔

اورفرمان باری تعالی ہے :

اوراس کے پاس سفارش نفع نہیں دے گی مگر جسے اس کی اجازت دی جائے ۔ حاشیۃ تھذیب سنن ابی داود (10/289-291) ۔

اوراللہ تعالی ہی صحیح راہ کی توفیق بخشنے والا ہے ۔ .

واللہ تعالی اعلم